رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

ہفتہ میں دوبار شائع ہوتا ہے

قیمت پیشگی سالانہ

# الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے

سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

## فہرست مضامین




جلد ۴ | ۲۲ مئی ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۹ رجب ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹۲


## مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ کے ہاں خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ قبلہ میر ناصر نواب صاحب علیل ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ صحت دے۔

گذشتہ ہفتہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ میاں نبی بخش صاحب امرتسر سے۔ فضل محمد صاحب و قادر بخش صاحب طالبپور (گورداسپور) سے سردار شیر بہادر صاحب ڈیرہ غازیخاں سے۔ منشی عبد الغنی صاحب وزیر (محمد) صاحب پٹیالہ سے مولوی محمد صاحب ایم اے بھاگلپوری ملک خدا بخش صاحب لاہور سے میرداد صاحب قتالپور (ملتان) سے عطردین صاحب گکھڑ سے جلال الدین صاحب جیا بیاں سے مولوی عبد العزیز صاحب بھینی (لاہور) سے ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب رعیہ سے شیر محمد صاحب و غلام سرور صاحب جگت پور (لائلپور) سے غلام نبی صاحب پشوری۔

## اخبار احمدیہ

### لاہور میں ایک جلسہ

محض خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لیئے اور بالخصوص غیر مبائع دوستوں کی رہنمائی کے لیئے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء بروز ہفتہ ٹھیک ۸ بجے بعد نماز مغرب بمکان میاں چراغ الدین صاحب ہونا قرار پایا ہے جسمیں انجمن احمدیہ لاہور کے سکرٹری جناب حکیم محمد حسین صاحب قریشی خداداد علم و فضل کے ماتحت اندرونی اختلاف کے موضوع پر ایک قیمتی لیکچر دینگے جسمیں کوشش کیجائیگی کہ غیر مبائع دوستوں پر ثابت یا کم از کم اتمام حجت ہو جائے کہ جو کچھ بھی وہ سلسلہ کی خصوصیات کو مٹانے کے لیئے کر رہے ہیں نہ فقط منشائے الٰہی اور اسلامی تعلیم کے بالکل مخالف ہے بلکہ وہ اپنی زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کر رہے ہیں۔ اسلیئے تمام دور و نزدیک کے غیر مبائع بھائیوں سے جو اپنے اندر یہ حوصلہ اور قوت دیکھتے ہوں کہ وہ حق کے قبول کرنے کے لیئے ہر وقت طیار رہیں عرض ہے کہ وہ اس عہد کو یاد کر کے کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرینگے" تشریف لاویں اور ٹھیک وقت پر تشریف لاویں بلکہ ۲۶ مئی کو نماز مغرب یہیں ادا فرماویں۔

دوستو آؤ۔ اور صرف خدا کے لیئے آؤ کہ یہ تمہارے لیئے نہایت ہمدردی سے مرہم کافوری تیار ہوا ہے۔

سکرٹری انجمن مجمع الاخوان لاہور

### حصار میں تبلیغ

خدا کے فضل سے اسوقت حصار میں ایک درجن احمدی موجود ہیں مگر سب باہر کے رہنے والے ہیں۔ مکرمی سید ولادر شاہ صاحب سکرٹری احمدیہ


(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور اتفاق سے یہاں تشریف لائے۔ مگر اب وہ محض تبلیغ کی غرض سے ہی مقیم ہیں۔ آپ نے شہر میں ایک اشتہار دیا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق تحقیق کے خواہشمند خوشی تشریف لاکر اپنے شکوک پیش کریں۔ چنانچہ آج ہی اتوار کو آئے اور نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق سوالات کرتے رہے اور دوبارہ آنے کا وعدہ کر گئے۔ شاہ صاحب کو خدا نے تبلیغ کا خاص جوش عطا فرمایا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ شہر میں شور ڈالکر اس کو خواب غفلت سے جگایا جاوے۔ بابو محمد اشفاق صاحب انجمن کے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ جنکی تجویز ہے کہ ہر ہفتہ انجمن کا ایک ممبر کسی نہ کسی مضمون پر لیکچر دینے کے لئے طیار ہو اور ہر جلسہ میں اپنا مضمون سنائے جس سے انکی غرض ممبران میں تبلیغ کا ملکہ پیدا کرنیکی ہے۔ چنانچہ پچھلے جلسہ میں سید محمد یوسف صاحب احمدی ساکنہ ضلع مظفرنگر حال عرائض نویس حصار کا مضمون وفات مسیح پر تھا۔ آپ نے مضمون کو بہت عمدگی سے نباہا۔

(سید غلام حسین)

## در تھل (گجرات) میں تبلیغ

جناب پیر برکت علی صاحب تھل سے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب عاشق حسین علی شاہ صاحب ۷ مئی کو تھل اپنے وطن میں تشریف لائے آپ نے اپنی برادری کے گھروں میں پانچ وعظ کئے اور ان لوگوں کو خوب حق پہنچایا اور واضح طور پر بتادیا کہ میں ایک [illegible] برابر خدا کی [illegible] کرتا ہوں جو حق ہمیں پہنچا ہے ہم تمہیں پہنچاتے ہیں۔ چاہے اس کو قبول کرو یا نہ قبول کرو ہم خدا کے حضور بری الذمہ ہیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک احمدی کو اپنی برادری کو راہ مستقیم پر لانیکی توفیق دے۔

## شکریہ احباب

مولوی فیض الدین صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ عاجز کی اہلیہ کی وفات پر جن دوستوں نے جنازہ غائب پڑھا ہے اور جو عزیز [illegible] میرے لئے دعائے مغفرت کی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو جزائے خیر دے۔ چونکہ احباب کے خطوط کا فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہوں لہذا بذریعہ اخبار اظہار شکریہ کرتا ہوں۔

# فہرست نومبائعین

(بابت ماہ مئی ۱۹۱۷ء)

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۷ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مستقل ترتیب نہیں کی گئی پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ انکو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

| نمبر | نام | پتہ |
|---|---|---|
| ۵۹۵ | نادر ولد گنی محمد گیٹی صاحب | مالابار |
| ۵۹۶ | بالا گالد گیٹی صاحب | 〃 |
| ۵۹۷ | پٹری کالد گیٹی صاحب | 〃 |
| ۵۹۸ | پالی چالد گیٹی ابوبکر صاحب | 〃 |
| ۵۹۹ | مالی کالد گیٹی عبدالقادر صاحب | 〃 |
| ۶۰۰ | ایڈاپاگا گیٹی عبدالرحمن صاحب | 〃 |
| ۶۰۱ | نخوشتی کاما ابراہیم صاحب | 〃 |
| ۶۰۲ | امیر سلطان خان صاحب | ضلع جھنگ |
| ۶۰۳ | محمد جعفر صاحب | ضلع رتناگیری |
| ۶۰۴ | شیخ عبدالقادر صاحب | 〃 〃 |
| ۶۰۵ | شیخ بہاءالدین صاحب | 〃 〃 |
| ۶۰۶ | شیخ علی صاحب | 〃 〃 |
| ۶۰۷ | شیخ ہارون صاحب | 〃 〃 |
| ۶۰۸ | شیخ عثمان صاحب | 〃 〃 |
| ۶۰۹ | شیخ عبدالقادر صاحب | 〃 〃 |
| ۶۱۰ | شاہ محمد صاحب | ضلع گوجرانوالہ |
| ۶۱۱ | مولوی نواب علی صاحب | سندھ |
| ۶۱۲ | اہلیہ شیخ غلام محمد صاحب | ضلع گوجرانوالہ |
| ۶۱۳ | محمد اشرف صاحب | 〃 〃 |
| ۶۱۴ | حسن محمد صاحب | ضلع گجرات |
| ۶۱۵ | محمد الدین صاحب | 〃 〃 |
| ۶۱۶ | بوٹا صاحب | ضلع گجرات |
| ۶۱۷ | والدہ بوٹا | 〃 〃 |
| ۶۱۸ | علم الدین صاحب | ضلع سیالکوٹ |
| ۶۱۹ | نور بھری صاحبہ | 〃 〃 |
| ۶۲۰ | بہاول بخش صاحب | ضلع شاہپور |
| ۶۲۱ | محمد بخش صاحب | 〃 〃 |
| ۶۲۲ | فضل احمد صاحب | 〃 〃 |
| ۶۲۳ | عالم بی بی صاحبہ | 〃 〃 |
| ۶۲۴ | یوسف صاحب | ضلع لدھیانہ |
| ۶۲۵ | عمر صاحب | ضلع گجرات |
| ۶۲۶ | عبدالکریم صاحب | ضلع سیالکوٹ |
| ۶۲۷ | مریم بی بی صاحبہ | ضلع گوجرانوالہ |
| ۶۲۸ | بنت شیخ فضل کریم صاحب | پٹیالہ |
| ۶۲۹ | دلاور علی صاحب | ضلع ملتان |
| ۶۳۰ | محمد رمضان صاحب | ضلع امرتسر |
| ۶۳۱ | فرزند 〃 | 〃 〃 |
| ۶۳۲ | محمد بارک اللہ صاحب | پٹیالہ |
| ۶۳۳ | بشیر الدین صاحب | ضلع گورداسپور |
| ۶۳۴ | اللہ نور صاحب | 〃 〃 |
| ۶۳۵ | غلام محمد صاحب | ضلع جالندھر |
| ۶۳۶ | والدہ صاحبہ 〃 | 〃 〃 |
| ۶۳۷ | ہمشیرہ صاحبہ 〃 | 〃 〃 |
| ۶۳۸ | نظام الدین صاحب | ضلع لاہور |
| ۶۳۹ | غلام قادر صاحب نمبردار | ضلع سیالکوٹ |
| ۶۴۰ | محمد حسین صاحب | 〃 راولپنڈی |
| ۶۴۱ | مراد بخش صاحب | ضلع سیالکوٹ |
| ۶۴۲ | ہاشم خان صاحب | 〃 گوجرانوالہ |
| ۶۴۳ | عیسےٰ صاحب | 〃 〃 |
| ۶۴۴ | موسیٰ صاحب | 〃 〃 |
| ۶۴۵ | مہر بی بی صاحبہ | 〃 〃 |
| ۶۴۶ | امیر الدین صاحب | ضلع جالندھر |
| ۶۴۷ | رحمت بی بی صاحبہ | 〃 〃 |
| ۶۴۸ | محمد الدین صاحب | 〃 〃 |
| ۶۴۹ | جنت بی بی صاحبہ | 〃 〃 |

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
# الفضل
قادیان دارالامان - ۲۲ر مئی ۱۹۱۷ء

# شیعوں کے رسالہ اصلاح کے بیجا اعتراضات اور اُن کے جوابات

## (نمبر ۲)

ایڈیٹر صاحب اصلاح نے اپنی دانست میں ایک بہاری سوال یہ کیا ہے۔ کہ کیا آپ کسی نبی یا رسول کا ایسا خطبہ دکہا سکتے ہیں۔ جسمیں موجودہ گورنمنٹ کے لئے دعا کی گئی ہو۔ خواہ وہ گورنمنٹ ہم مذہب ہی ہو یا خلاف مذہب۔ افسوس کہ معترض کو اتنا بھی علم نہیں کہ دل سے دعا اسی وقت نکلتی ہے جبکہ کسی کی طرف سے نیک سلوک ہو۔ اور جب بُرا سلوک ہو تو بجائے دُعا کے بددُعا نکلا کرتی ہے۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے رحیم کریم انسان نے بھی جب ابوجہل وغیرہ کے کہنے پر ایک شخص نے نماز پڑھتے ہوئے آپ کی گردن پر گندی آلایش لاکر ڈالدی۔ تو ایک ایک کا نام لے کر بددعا کی۔ پس پیشتر اسکے کہ آپ ہم سے کسی نبی کے ایسے خطبہ کا مطالبہ کریں جسمیں موجودہ گورنمنٹ کے لئے دعا کی گئی ہو۔ یہ ثابت کردیں کہ گورنمنٹ برطانیہ نے جس طرح حضرت مرزا صاحب کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ اسی طرح کسی دوسری حکومت یا گورنمنٹ نے بھی نبی وقت کے ساتھ کیا ہو۔ اور اسے بھی ایسی ہی مذہبی آزادی دی ہو۔ جیسی کہ ہماری عادل گورنمنٹ نے ہمیں دے رکھی ہے۔ لیکن اگر آپ اس کی نظیر پیش کرسکیں۔ اور یقیناً نہیں کرسکتے۔ تو پھر ہم سے آپ کا مطالبہ کسی طرح بھی درست اور صحیح نہیں ہوسکتا۔ پہلی حکومتوں نے چونکہ انبیاء پر سخت سے سخت ظلم کئے۔ اسلئے وہ انبیاء کی دُعاؤں سے محروم رہیں۔ ہاں اگر اسکے خلاف آپ کوئی نظیر پیش کردیں۔ تو پھر آپ کو حق ہوسکتا ہے کہ ہم سے مطالبہ کریں ✤

پھر لکھا ہے کہ ”اگر وہ کل پیشگوئیاں (جو مسیح موعود کے متعلق ہیں) کا مصداق جناب کے متعلق مانی جائیں تو لازم آتا ہے کہ اسلام تمام جہان کے مذاہب سے بدتر ہے کہ وہ وعدہ تو ایسا ایسا کرے۔ اور ظہور اس کا اس طرح ہو کہ جو کچھ اسلام باقی تہا وہ بھی مٹ رہا ہے“ اس بے خبر کو اتنی بھی خبر نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ کے مطابق اسلام تو دنیا سے مٹ چکا تہا۔ اور علم قرآن مع ایمان ثریا پر اُٹھایا گیا تہا۔ حضرت مسیح موعود نے ہی آکر دوبارہ اس کو سعید رُوحوں میں پھونکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ وہ تمام مذاہب جو قریب تہا کہ اسلام کو کہا جاتے اور مسلمانوں کو اپنے میں جذب کرلیتے۔ مسلمان کچھ عیسائی ہوجاتے اور کچھ آریہ اور اکثر مذہب کو خیرباد کہہ بیٹھتے۔ خدا کے فضل سے روز بروز احمدیت انکو اپنے میں جذب کررہی ہے اور حقیقی اسلام کا بول بالا ہورہا ہے۔ اور بدأ الاسلام غریبًا وسیعود غریبًا کے مطابق جس طرح آنحضرت کے زمانہ میں اسلام کو غربت سے رفعت حاصل ہوئی ایسی طرح اب بھی اسکو غربت سے ہی رفعت حاصل ہوگی۔ اور لوگ جوق در جوق احمدیت قبول کرتے جائینگے اور کررہے ہیں

پھر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے بتقلید سید احمد خان صاحب اس کا اعلان کیا تہا کہ حضرت عیسیٰ نے وفات پائی۔ حالانکہ براہین احمدیہ میں حیات حضرت عیسیٰ کا اقرار کیا تھا۔ اگر اس کا یہ اعتراض صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو حضرت نبی کریمؐ پر بھی یہ اعتراض وارد ہوگا کہ نعوذ باللہ آپ نے بھی جاہلی فرقہ کی تقلید میں توحید کا اعلان کیا تہا۔ کیونکہ اسمیں سے ایک لبید شاعر بھی ہوگذرا ہے۔ جس نے اعلان کیا تہا۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل۔ باقی رہا یہ کہ مرزا صاحب نے پہلے حیات مسیح تسلیم کی ہے۔ اسکے متعلق ہم گذشتہ نمبر میں جو کچھ لکھ آئے ہیں وہ ایک حق پسند انسان کے لئے کافی ہے ✤

پھر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ ”اسپر (محمدؐ) جب ایک دفعہ غار حرا میں فرشتہ کا نزول ہوا۔ آپکو کیا حضرت خدیجہ کو بھی جو ایک عورت پردہ نشین تھیں۔ معلوم ہوگیا کہ آپ نبی مقرر ہوئے ہیں۔ مگر یہ مرزا صاحب کی نبوت کیسی نبوۃ تھی۔ کہ خدا سے ہمکلام ہورہے ہیں۔ اور وہ بار بار آپ کو نبی کہہ رہا ہے۔ اور آپ کا اعتقاد درست نہیں ہوتا“ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر آنحضرتؐ کو معلوم ہوتا کہ میں نبی بنایا گیا ہوں۔ تو آپ یہ کلمات نہ فرماتے۔ ثم قال لخدیجۃ اے خدیجۃ مالی واخبرھا الخبر قال لقد خشیت علی نفسی۔ کہ خدیجہ مجھے کیا ہوگیا ہے۔ مجھے تو اپنی جان کی فکر پڑگئی ہے۔ یعنی میں کسی مرض میں تو مبتلا نہیں ہوگیا۔ پھر حضرت خدیجہ کو بھی پتہ نہیں لگا۔ ہاں انہوں نے آنحضرتؐ کو تسلی دی۔ اور ورقہ ابن نوفل جو بڑے معمر اور عالم شخص تھے انکے پاس آنحضرتؐ کو لے گئیں۔ وہ چونکہ اہل علم تھے۔ معلوم کرگئے۔ اور آنحضرتؐ کو آپ کا منصب بتایا۔ حضرت مرزا صاحب کو جس مفہوم کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے نبی کہا۔ اس لحاظ سے آپ اپنے آپ کو نبی تسلیم کرتے رہے۔ مگر جو مفہوم آپ خود سمجھے تھے۔ کہ نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے۔ اور یہ کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ اس کا آپ نے انکار کیا کہ ایسا نبی میں نہیں ہوں۔ پس اگر آپ نے انکار کیا تو اپنے خیال کا۔ ورنہ نہ خدا نے آپ کو ایسا نبی بنایا تہا۔ کہ آپ صاحب کتاب ہوں یا کسی دوسرے نبی کے متبع نہوں نہ آپ اپنے آپ کو ایسا نبی خیال کرتے تھے ہاں مذکورہ بالا دو زائد شرطیں جو آپ نبی میں عوام کے عقیدہ کے مطابق تسلیم کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپکو اطلاع دیدی کہ یہ شرطیں نبی میں ضروری نہیں۔ ناقص یا مجازی نبی لکھنے کی آپ کو ضرورت اسلئے پڑی۔ کہ لوگ کہیں یہ نہ سمجھیں کہ میں صاحب کتاب ہوں یا آنحضرتؐ کی اتباع سے باہر ہوں۔ لیکن جب خدا تعالے نے یہ ظاہر فرمادیا کہ نبی کے مفہوم میں یہ بات نہیں کہ وہ صاحب شریعت ہو یا دوسرے نبی کا متبع نہو تو آپ نے ناقص اور مجازی کا استعمال ترک کردیا کہ اب عوام کو غلطی نہیں لگ سکتی

اور یہ ہم بتاتے ہیں کہ انبیاء کی سنت یہی ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی مسلہ عقیدہ میں تغیر و تبدل نہیں کرتے۔ جب تک خدا تعالے مطلع نہ کرے۔ اور ان کی یہ طرز ان کو اعلےٰ درجہ کا امین ثابت کرتی ہے۔ کہ باوجود سخت سے سخت مشکلات کے پیش آنے کے کہتے وہی ہیں۔ جو خدا انہیں کہتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نے

بھی قبول اطلاع یا بانی کی تعریف میں مروجہ عقیدہ کے ساتھ اتفاق رکھا'' ؎

اخیر پر ہم یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا یہ بھی ایک معیار ہے کہ آپ پر مخالفین جو اعتراض کرتے ہیں۔ انہیں سے ملتے جلتے بلکہ بعینہٖ وہ اعتراض ان کے مسلمہ نبیوں پر بھی عائد ہوتے ہیں کاش! وہ ایسے اعتراضات کرنے سے باز آئیں۔ اور حق کو سمجھنے کی کوشش کریں ؎

---

## آریہ سماج کے متعلق گورنمنٹ ممالک متحدہ کی دوسری رائے

گذشتہ سال آریہ سماجی لوگوں کے متعلق گورنمنٹ ممالک متحدہ نے ایڈمنسٹریشن رپورٹ بابت سال ۱۹۱۵ء کے صفحہ ۲۲ پر یہ ریمارک کیا تھا:-

''انکی کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ جیسیں کہ مثل سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا''

اسپر ہم نے لکھا تھا کہ:-

''جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ متحدہ کی یہ رائے بالکل درست اور صحیح ہے۔ وہ لوگ جنہیں آریہ صاحبان کے اخبارات اور کتب کے مطالعہ کا کبھی موقعہ ملا ہے وہ نہایت صفائی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ متحدہ کی حقیقت شناس نگاہ خاص طور پر قابل تعریف اور لائق ستائش ہے اس موقعہ پر ہم اسبات کے اظہار سے بھی باز نہیں رہ سکتے۔ کہ آریہ سماج کی مذہبی میدان میں درشت کلامی اور ''سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ'' نہ رکھنے کی اصل وجہ وہ کتاب ہے۔ جو آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب کے دماغ اور قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ چونکہ اس میں دوسرے مذاہب پر نہایت دل آزار پیرایہ میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور اسکی تقلید میں آریہ صاحبان اپنے قلم اور زبان کو جنبش دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اسلئے تمام مذاہب کو ان سے بڑی شکایت ہے۔ اور اسی شکایت کی تصدیق گورنمنٹ متحدہ نے فرمائی ہے۔ جبتک آریہ صاحبان کے پیش نظر اس کتاب کے وہ ابواب رہینگے۔ جنمیں دیگر مذاہب کو سب وشتم سے یاد کیا گیا ہے۔ اس وقت تک ان کی تحریروں کا مائل بہ اصلاح ہونا ناممکن ہے۔''

(الفضل ۵۔ اگست ۱۹۱۶ء)

ہماری اس صاف اور سچی بات پر بعض آریہ اخباروں نے ناراضگی کا اظہار بھی کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ نہ تو وہ خود اپنے رویہ میں اصلاح کر سکے۔ اور نہ اپنے سماجی بھائیوں کو اس طرف متوجہ ہونے دیا۔ اب گورنمنٹ متحدہ سال حال کی رپورٹ میں پھر یہ لکھنے پر مجبور ہوئی ہے کہ:-

''مسلمان بحیثیت مجموعی اپنے مخالفین کی نسبت زیادہ اعتدال پر رہے ہے۔ اگرچہ جب آریہ سماجیوں نے انہیں اشتعال دلایا۔ تو انہوں نے دکھلا دیا کہ وہ ان سے زیادہ سخت چوٹ کر سکتے ہیں''

یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ گو ''آریہ سماجیوں'' کو اینٹ کا جواب پتھر ملا۔ تاہم چونکہ اشتعال دلانے کے مرتکب وہی ہوئے اسلئے مذہبی مناقشات کی ذمہ داری کا بار انہیں کی گردن پر پڑتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ممالک متحدہ کے آریہ سماجیوں کا طرز عمل جن کا صدر مقام ''مسافر آگرہ'' کا پاٹ شالہ اور دفتر ہے۔ دیگر مذاہب کے متعلق عموماً اور اسلام کے متعلق خصوصاً اشتعال انگیز ہے۔ کاش! یہ لوگ غور فرما دیں کہ اس طریق سے کبھی مہذب اور متمدن اقوام کو اپنے مقاصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ نیز جو کام صلح اور نرمی سے نکل سکتا ہے وہ کبھی درشتی اور سختی سے نہیں نکل سکتا ؎

ہمیں بہت خوشی ہوگی۔ اگر تمام آریہ صاحبان عموماً اور ممالک متحدہ کے آریہ صاحبان خصوصاً گورنمنٹ کی مکرر صاف بیانی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے اور اپنی موجودہ روش کو بدلکر اپنی تقریر و تحریر میں محبت و پیار کی شیرینی پیدا کرینگے ؎

---

## سوامی ستیانندجی سے ایک سوال

آریہ سماجی حلقہ میں خاص شہرت رکھنے والے سوامی ستیانند جی چند دن یہاں کے آریوں کے ہاں مقیم رہکر اپنی مذہبی کتب کی کتھائیں کرتے رہے ہیں بعض احباب نے مختلف مسائل پر ان سے زبانی بات چیت بھی کی۔ جسے شائع کرنے کے ارادہ سے ہم نے قلمبند کرنا چاہا تھا۔ لیکن سوامی جی نے اجازت نہ دی۔ اس لیے ہم اس کے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہتے۔ البتہ چودھری بدرالدین صاحب کے ایک تحریری سوال کا سوامی جی کی طرف سے جو جواب ملا اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ سوال یہ تھا کہ:-

''مجھے بتلایا گیا ہے کہ روح و مادہ کے انادی ہونے کے ثبوت میں وید مقدس میں کوئی منتر نہیں ہے۔ اسپر میں حیران ہوں کہ ایک ایسا عقیدہ جو آریہ سماج کا بنیادی پتھر ہے۔ وید مقدس میں نہ ہو۔ آپ کوئی ایسا وید منتر جس سے روح و مادہ کا انادی ہونا ثابت ہو معہ ترجمہ تحت اللفظ تحریر فرما دیں۔ مشکور ہونگا۔

اس کا جواب سکرٹری صاحب آریہ سماج کی معرفت یہ موصول ہوا کہ:-

''کل آپ کا دستی رقعہ پوجنیہ شری سوامی جی کی خدمت میں پہونچا تھا۔ جسمیں آپنے روح اور مادہ انادی ہونے کا وید مقدس سے ثبوت مانگا تھا۔ اس کا اتر شری سوامی جی کے کتھن انوسار آپ کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں۔ رگ وید میں پرلے کال کا ورنن کرتے ہوئے کہا ہے۔ (ارتھ ہے) ایک ایشور تیو کموہ اور پرکرتی سہت تھا۔ اسکے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ رگ وید منڈل ۱۰ ادھیائے ۱۱ شوکت ۱۲۹ منتر ۲''

اسپر لکھا گیا۔ کہ آپنے جو وید منتر تحریر فرمایا ہے۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ایک وقت ایسا تھا۔ جبوقت تینوں یعنے روح مادہ اور ایشور موجود تھے۔ اسکے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہے۔ کہ مادہ اور روح غیر مخلوق اور انادی ہیں۔ تینوں کا ایک وقت میں موجود ہونا روح اور مادہ کو انادی اور غیر مخلوق ثابت نہیں کرتا۔ نیز آپکے اس تحریر کردہ وید منتر میں روح و مادہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

اس کا سوامی جی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اب اخبار میں اس سوال کو اسلئے شائع کیا جاتا ہے کہ سوامی جی خود یا کوئی اور آریہ صاحب اس کے جواب سے مطلع فرما دیں

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ جمعہ

## ایسا کوئی رسول نہیں آیا جس سے استہزا نہ کیا گیا ہو۔

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح المہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۱ مئی ۱۹۱۷ء

حضور نے سورہ فاتحہ کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی :-

یاحسرۃ علے العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔ (یٰس ع ۱)

فرمایا :- بظاہر تو شاید کسی کو یہ بات بے جوڑ معلوم ہو کہ میں نے سورہ فاتحہ کے ساتھ کہ جس کی ابتدا بسم اللہ کے بعد الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ اور جو مومنوں سے بڑے بڑے عظیم الشان وعدے کرتی ہے۔ دوسری ایسی آیت پڑھی ہے۔ جس میں ایسے مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ جو درد پیدا کرنے والے اور دکھ کا اظہار کرنیوالے ہیں ❊

سورہ فاتحہ تو اس طرح شروع ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے جو ایسا خدا ہے۔ اور جس کی یہ تعریفیں ہیں۔ اور دوسری آیت میں یہ مضمون ہے کہ افسوس بندوں پر کہ انکے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا۔ جس کو انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے میں نہ اڑایا ہو۔ بظاہر تو ان آیات میں کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن میرے نزدیک بہت بڑا تعلق ہے ❊

خوشیاں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک قسم کی خوشی کا احساس بھی مختلف طریقوں سے ہوتا ہے۔ جب کوئی رنج کی بات ہو تو اس کے مقابلہ میں ایک خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور ایسی خوشی کی قدر بہت زیادہ ہوتی ہے مثلاً ایک ایسا شخص ہو۔ جسنے کبھی اندھا نہ دیکھا ہو تو اسکو آنکھوں کی قدر نہ ہوگی جیسی اس شخص کو ہوگی۔ جس نے اندھے کو ٹھوکریں کھاتے اور تکلیف اٹھاتے دیکھا ہوگا۔ اسی طرح جس نے لنگڑا نہ دیکھا ہو۔ اس کو ٹانگوں کی ایسی قدر نہیں ہوگی جیسی اس شخص کو ہوگی۔ جس نے لولے لنگڑوں کو دکھ اٹھاتے دیکھا ہوگا۔ اسی طرح جس شخص نے کوئی پاگل نہ دیکھا ہو۔ اس کو ہوش و حواس کی ایسی قدر نہ ہوگی جیسی اس کو ہوگی۔ جسنے کسی پاگل کی دردناک حالت دیکھی ہوگی۔ اسی طرح جس نے جاہل کو نہ دیکھا ہوگا۔ اسکو علم کی قدر نہ ہوگی۔ جس شخص نے کبھی تاریکی اور ظلمت کو نہ دیکھا ہو۔ اس کو روشنی کی قدر نہ ہوگی۔ لیکن جب انسان لنگڑے کو دیکھتا ہے تو اس کو اپنی ٹانگوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اور جب انسان اندھے کو دیکھتا ہے تو اپنی آنکھوں کی قیمت معلوم ہوتی ہے۔ جب تاریکی کو دیکھتا ہے۔ تو روشنی اور نور کی قدر معلوم ہوتی ہے ❊

اسی طرح وہ جماعت جسکو خدا تعالیٰ نے ایک نبی کی معرفت دی ہو۔ وہ جب ایک طرف دیکھتی ہے کہ خدا نے اسے ایک نبی کی معرفت کی توفیق دی ہے۔ اور دوسری طرف اسے یہ دکھائی دیتا ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنکو یہ توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ اور وہ اس نعمت سے محروم پڑے ہیں تو اسوقت اسے حقیقی خوشی کا احساس ہونے پر۔ جہاں اس کے منہ سے بے اختیار الحمد للہ کا کلمہ نکلتا ہے۔ وہاں محروم رہنے والے لوگوں کو دیکھ کر حسرت و افسوس کے کلمات بھی نکلتے ہیں کہ افسوس یہ قوم نبی وقت کی شناخت سے محروم رہی جاتی ہے ❊

پس میں نے جو سورہ فاتحہ پڑھی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے کہ ہمیں اپنے نبی کی معرفت کی توفیق دی ہے۔ لیکن جب ان لوگوں کی طرف نظر جاتی ہے۔ جو اس نبی پر ہنسی کر رہے ہیں۔ تو زبان سے یہ حسرت بھرا کلمہ نکلتا ہے کہ افسوس بندوں پر کہ ان کے پاس کوئی ایسا نبی نہ آیا۔ جس پر انہوں نے ہنسی نہ کی ہو ❊

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاحسرۃ علے العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن۔

حسرت کہتے ہیں کسی کھوئی ہوئی چیز پر جو رنج پیدا ہوتا ہو لیکن انسانوں اور خدا کی حسرۃ میں فرق ہے۔ انسانوں کی حسرت تو یہ ہے کہ جب ان کی کوئی چیز کھوئی جاتی ہے۔ تو وہ اس پر رنج کے ساتھ افسوس کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ ان کا نقصان ہو گیا ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے حسرت کرنے کے یہ معنے نہیں کہ نبی کے ساتھ استہزاء کرنے سے اس کا کچھ نقصان ہو گیا ہے۔ جس پر خدا تعالےٰ افسوس کر رہا ہے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا حسرت کا اظہار کرنا محبت کی علامت ہوتی ہے کہ افسوس یہ بندے اپنی اصلاح کر کے ہلاکت سے بچ سکتے تھے۔ مگر باوجود اسکے کہ ہم نے ان کو اصلاح کرنے کے ذریعہ بتائے۔ لیکن انہوں نے بجائے انکی قدر کرنے کے الٹا ان سے ہنسی مذاق اور استہزاء شروع کر دیا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو اس میں ان کا ہی فائدہ تھا۔ پس یہ حسرت خدا تعالیٰ کے کسی نقصان پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ اس محبت کا اظہار کرتی ہے۔ جو اسے اپنے بندوں سے ہے ❊

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ افسوس ہے بندوں پر کہ ہم نے ان کے پاس کوئی نبی اور رسول نہ بھیجا۔ جسکے ساتھ انہوں نے ہنسی اور مذاق نہ کیا۔ ہمیشہ بندوں کا طریق یہی رہا۔ تمام خدا کے رسولوں میں سے کوئی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی جس پر ان لوگوں نے ہنسی نہ کی ہو۔ انکی ہر ایک بات کو حقیر نہ جانا ہو۔ انکی تعلیم پر انہوں نے ہنسی کی۔ انکی پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کئے۔ انکی جماعت کو حقیر اور ذلیل انہوں نے بتایا کہ یہ کیا مٹھی بھر لوگ ہیں۔ تمام دنیا کے مقابلہ میں کیا کرینگے۔ اس نے جو دین کی خدمات کیں وہ ان کی نظر میں نہ جچیں انکو حقیر بتایا اور کہا کہ اسنے دین کی کوئی بڑی خدمت نہیں کی ہر اس سے بڑھ کر تو فلاں فلاں نے کی ہے۔ انکی پیشگوئیوں کے متعلق کہا کہ اس طرح تو جوتشی بھی کرلیتا ہے۔ غرض اسے اور اس کی ہر ایک بات کو حقیر جانا۔ اسکے اخلاق و عادات پر اعتراض کئے گئے۔ انکی خوبیاں بھی انہیں برائیاں نظر آئیں اور جو بات بھی اس نے پیش کی۔ اسی پر انہوں نے سر ہلا کر کہدیا کہ کچھ نہیں۔ تو ایک نبی بھی ایسا نہیں۔ جس سے انہوں نے ایسا سلوک نہ کیا ہو۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگلے اور پچھلے سب نبیوں سے افضل اور سب کے سردار تھے۔ جن کی خوبیوں کا انسان نہ آپ سے پہلے کوئی پیدا ہوا نہ آیندہ ہوگا اس عظیم الشان انسان کو بھی حقیر سمجھا گیا۔ اور اس پر بھی استہزاء کیا گیا ❊

پس جبکہ استہزاء سب انبیاء کے ساتھ ہوا تو ضرور تھا۔ کہ اب جو رسول آیا ہے۔ اسکے ساتھ بھی ہنسی اور استہزاء سے پیش آیا جاتا۔ اور اگر اس سے استہزاء نہ کیا جاتا۔ تو گویا وہ رسول نہ ہوتا۔ اگر کوئی نبی ہو کر آئے۔ اور لوگ اس سے ہنسی اور استہزاء نہ کریں۔ وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے نبیوں کی علامات میں سے ایک بڑی علامت یہ بھی مقرر کی ہے۔ اور قرآن ایسی علامت ہے۔ جس میں کسی ایک نبی کا بھی استثناء نہیں ہے ٭

بعض لوگوں کو آپ کی شناخت ہی اسی طرح ہوئی۔ اور ان کے حق قبول کرنے کا ذریعہ یہی بات ہوئی ہے۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ وہ بالکل کچھ پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تھا۔ اس کے پاس کسی شخص نے ذکر کیا کہ پنجاب میں ایک شخص نے دعوےٰ کیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ تمام مولوی اس کی تکفیر کر رہے ہیں۔ اور ہر طرف سے اس پر لعنت و ملامت ہو رہی ہے مگر وہ اپنے دعوی سے ذرا نہیں ہٹتا۔ یہ کہنے سے اس کی غرض استہزاء تھی۔ کہ باوجود مولویوں کے اسقدر ہنسی کرنے کے پھر بھی وہ ایسا آدمی ہے کہ اپنے دعوے سے باز نہیں آتا لیکن اس شخص نے کہا۔ کہ میں نے ایک دفعہ وعظ میں ایک مولوی سے اسی آیت پر وعظ سنا ہوا تھا۔ کہ قرآن میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ کوئی ایک بھی نبی ایسا نہیں ہوا۔ جس سے استہزا نہیں کیا گیا۔ یہ بات میرے دل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس شخص سے یہ سنتے ہی کہدیا کہ وہ سچا ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا۔ کہ اس لئے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ کوئی رسول نہیں آیا۔ جس سے لوگوں نے ہنسی نہ کی ہو۔ تو اس طرح اس کے لئے یہ بات ہدایت کا موجب ہوئی ٭

لیکن بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی عقلیں ماری جاتی ہیں۔ اور وہ نبی سے ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے سید احمد خاں بڑا آدمی تھا۔ بڑا سنجیدہ اور بڑا مہذب ہی نہیں۔ بلکہ دوسروں کو تہذیب سکھلانے کا مدعی تھا۔ اور اپنے کام میں بڑا مستقل تھا۔ مولویوں کے فتووں سے ہرگز نہیں ڈرا۔ جو کام اس نے شروع کیا تھا اس میں لگا ہی رہا۔ اس نے مولویوں اور سجادہ نشینوں کے خلاف بہت سے مضامین ان کی غلطیوں اور بداخلاقیوں کے ظاہر کرنے کے لئے لکھے۔ لیکن اس نے بھی حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں اپنے تمام اعلیٰ اور سنجیدہ اخلاق کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیگڈھ تشریف لے گئے۔ تو اس سے کسی نے کہا۔ کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے ملیں۔ اس نے کہا۔ یوں ملنے کا کیا فائدہ ہے ملنے کا مزا تو تب ہے۔ کہ مرزا صاحب پیر بنیں اور میں مرید اور پھر روپیہ جمع کریں۔ جس میں سے دو حصہ وہ خود لے لیں اور ایک حصہ مجھے کالج کے لئے دیدیں ٭

دیکھو یہ بڑے اعلےٰ اخلاق اور دوسروں کے اخلاق کی اصلاح کرنے کا مدعی تھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں آتا ہے۔ تو ہنسی سے ہی کام لیتا ہے۔ حضرت صاحب سے ہنسی کرنے کی خدا تعالیٰ نے جو سزا اسے دی وہ تو دی ہی۔ مگر اس کا یہ فعل ثبوت تھا اس بات کا۔ کہ اس خدا کے رسول کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سنجیدہ اور متین کہلانے والوں نے بھی ہنسی سے کام لیا۔ پس یہ ایک ایسی سنت ہے۔ کہ جس سے کوئی نبی اور رسول نہیں بچا۔ حضرت مسیح موعود سے وہ کونسا گروہ ہے۔ جس نے ہنسی نہیں کی۔ اور کونسا فرقہ ہے۔ جس نے استہزاء سے کام نہیں لیا۔ مولوی بننے والوں نے آپ سے ہنسی کی۔ عالم کہلانے والوں نے آپ پر استہزاء کیا۔ گدی نشینوں اور فقیروں نے آپ پر آوازے کسے۔ لیڈروں اور واعظوں نے آپ سے مخول کئے۔ حضرت مسیح موعود کے پاس ... بعض شخص آتے کہ ہمیں اتنے روپیہ مثلاً ایک لاکھ کی ضرورت ہے۔ یہ روپیہ دیدیجئے۔ آپ اس کو سمجھاتے کہ ہمارے پاس کہاں روپیہ ہے۔ مگر وہ اصرار کرتے۔ کہ نہیں جی۔ آپ کے پاس ہیں آپ ضرور دیں۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاتا۔ کہ تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے۔ تو کوئی نہ کوئی بڑا مولوی ہی معلوم ہوتا۔ اب دیکھو وہ صرف ایک خیالی خوشی پر کہ یہ شخص جاکر مرزا صاحب سے مانگیگا۔ اور مرزا صاحب اس کو دینگے نہیں۔ اور اس طرح ایک ہنسی ہوگی۔ ایسا فعل کرتے۔ اور اس خیالی خوشی کی خاطر وہ خود جھوٹ بولتے اور گناہ کے مرتکب ہوتے۔ اور وہ غریب بے وجہ تکلیف میں پڑتا ٭

وہ نادان صرف حدیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق نہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود پر ہنسی کرتے۔ مگر نہیں جانتے تھے۔ کہ آپ کا سلسلہ بھی اسی طرح غربت سے شروع ہونا تھا جسطرح دوسرے نبیوں کے ہوا کرتے ہیں ٭

غرض لوگوں کا آپ پر استہزاء کرنا آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ اس سے آپ کی صداقت اور ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس سے ہنسی اور استہزاء نہ کیا گیا ہو ٭

ابھی کچھ دن ہوئے۔ حضرت مسیح موعود کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اس پر میں نے دو ٹریکٹ مخالفین کی طرف سے دیکھے ہیں۔ جس میں انہوں نے ہنسی اور تمسخر کا پہلو ہی اختیار کیا ہے۔ ایک ٹریکٹ پرسوں ہی میں نے دیکھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ "بغرض ریویو" چونکہ حضرت مسیح موعود کی اس پیشگوئی کے متعلق دو مضمون شائع ہوئے ہیں۔ ایک میری طرف سے۔ اور ایک مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے اسلئے اس اشتہار لکھنے والے نے اپنی طرف سے یہ چالاکی کی ہے کہ ابتداء میں مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کر کے کچھ برا بھلا کہا ہے۔ اور ہماری تعریف کر دی ہے۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعود پر اعتراض کئے ہیں۔ اس نے یہ سمجھا ہوگا کہ قادیان والے تو اس خیال سے کہ میں نے ان کے مخالف مولوی محمد علی کو برا کہا ہے۔ میرا جواب لکھنے سے خاموش رہینگے۔ اور مولوی محمد علی کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے مضمون میں یہی لکھا ہے۔ کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں ایسے ایسے شخص پیدا ہوتے ہیں اور بس۔ اسکے سوا اسے اس بات سے کوئی تعلق نہیں۔ کہ کوئی مرزا صاحب کو مانتے یا نہ مانتے اسکے نزدیک ماننا یا نہ ماننا برابر ہے۔ اس طرح جب دونوں طرف سے جواب نہیں ملیگا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگوں کے دلوں میں مرزا صاحب کے متعلق ہمارے ڈالے ہوئے شکوک بیٹھ جائینگے ٭

لیکن اس بے وقوف نے ہمارا اندازہ بھی اپنے نفس پر ہی کیا ہے۔ حالانکہ جب کوئی حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیگا اور آپکی تکذیب کریگا۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کا جواب دیں خواہ وہ اعتراضات کسی کو مخاطب کر کے کئے گئے ہوں۔ یا ساتھ ہی ہمارے کسی دشمن کو بھی اس میں کچھ کہا گیا ہو۔ کیونکہ خدا کے فضل سے ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں۔ جو اپنی دشمنی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی شان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے

پھر کیا اسے معلوم نہیں کہ ہماری جو مولوی محمد علی صاحب وغیرہ سے مخالفت ہے۔ وہ کسی ذاتی خصومت کی بناء پر نہیں بلکہ ہمارے خیال میں چونکہ حضرت مسیح موعود کے خلاف چل رہے ہیں۔ اس لئے ان سے اختلاف ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان لوگوں کو بُرا بھلا کہتا ہوا حضرت مسیح موعود پر بھی حملہ کر دے۔ تو ہم اس خیال سے کہ اس نے ہمارے مخالفوں کو بُرا بھلا کہا ہے۔ ان اعتراضوں کو دور کرنے سے اغماض نہیں کرینگے۔ جو حضرت مسیح موعود پر کئے گئے ہونگے۔ کیونکہ ہمارا ان لوگوں سے بھی تو اختلاف حضرت مسیح موعود کی خاطر ہی ہے۔ پس اس کا یہ خیال کہ میں قادیان والوں کی کچھ تعریف کر کے اور مولوی محمد علی کو مد مقابل بنا کر حضرت مسیح موعود پر جو اعتراض کروں گا۔ ان کا کوئی جواب نہیں دیگا غلط تھا۔

جب میں نے وہ اشتہار پڑھا تو میرے دل میں جوش پیدا ہوا۔ کہ اس بے وقوف نے کیسی چالاکی کی ہے مگر اس کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہم اس معاملہ میں کسی دشمنی اور کسی اختلاف کو راہ نہیں دیتے۔ بلکہ جب کبھی حضرت مسیح موعود پر حملہ آور ہو گا۔ ہم اس کا ضرور جواب دینگے ؂

اُس نے اپنے اشتہار میں کئی طرح سے مغالطے دئے ہیں۔ مثلاً اس نے براہین احمدیہ حصہ پنجم سے ایسے حوالے نقل کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اس پیشگوئی سے مراد زلزلہ ہی ہے۔ جنگ وغیرہ نہیں ہے۔ لیکن اس کو معلوم نہیں۔ کہ وہاں جو تعیین کی گئی ہے۔ وہ اس پہلے زلزلہ کے متعلق ہے۔ جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو آیا تھا۔

دوسرے اس نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو فرماتے ہیں کہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا۔ اگر اس جنگ کو ہی اس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جائے۔ تو پھر یہ آپ کی زندگی میں ہی کیوں شروع نہیں ہوئی۔

یہ ٹھیک ہے۔ کہ حضرت صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ میری زندگی میں ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ مگر خدا تعالےٰ نے ہی آپ کو الہاماً یہ دُعا سکھائی۔ ربّ اخّر وقت ھذا۔ اے خدا اس نشان کے وقت میں تاخیر ڈال دے۔ تو پہلے جس طرح آپکو کہا گیا تھا اسی کے مطابق آپ نے لکھا۔ مگر پھر خدا تعالےٰ نے الہاماً یہ دُعا سکھلائی۔ کہ اس نشان میں تاخیر ہو جائے۔ اس لئے تاخیر ہو گئی ؂

پھر اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کہ جب زلزلہ کا لفظ موجود ہے۔ تو اس سے جنگ کس طرح مراد لی جا سکتی ہے۔ حالانکہ عذاب جنگ کے لئے زلزلہ کا لفظ قرآن مجید میں موجود ہے۔ پھر یہ لکھا گیا ہے۔ کہ اس ملک میں اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کسقدر غلط ہے۔ کیا یہ ملک جنگ کے اثر سے محفوظ ہے؟ اب تک کس قدر جانیں اس ملک کی اس جنگ کی نذر ہو چکی ہیں۔ اور ابھی تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اس پیشگوئی میں فرمایا گیا ہے ؎

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جنّ و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار

یعنی یہ جنگ کسی خاص ملک سے متعلق نہیں ہو گی۔ بلکہ عالمگیر ہوگی۔ کیونکہ فرمایا۔ اس کا خوف تمام جن و انس پر حاوی ہو گا۔ اور اس کا خاص جولان گاہ وہ جگہ ہوگی۔ جسکے ایک خطہ میں زار بھی ہو گا۔ اور افراد میں سب سے زیادہ مصیبت زار کے لئے درپیش ہوگی۔ دیکھو بلجیم تباہ ہوا۔ مگر اس کا بادشاہ۔ بادشاہ ہی ہے۔ اسکے سفیر تمام ممالک میں موجود ہیں۔ مگر زار کی جو حالت ہوئی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا صاف اور کھلا نشان ہو سکتا ہے ؂

پس آپ کی ایسی کھلی کھلی پیشگوئیوں کے باوجود آپ سے استہزا کیا جانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ خدا کے نبی اور رسول تھے ؂

خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کو آنکھیں بخشے۔ تا وہ آپ کو پہچانیں۔ اللہ کے رسول بڑا فضل ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو قبول کرتے ہیں وہ بڑے فضلوں کے وارث ہو جاتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خدا وہ دن جلد لائے۔ کہ اسلام کی صداقت تمام دنیا پر کھل جائے ؂

(اتنا فرما کر آپ بیٹھ گئے۔ اور جب دوسرے خطبہ کے لئے اٹھے تو فرمایا)

ایک بات بیان کرنی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ مخالفین کو دھوکہ لگا ہے۔ کہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود نے صرف ایک ہی زلزلہ کی پیشگوئی کی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو خدا نے کئی زلزلوں کی خبر دی ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض بڑے بڑے فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آپ کی زندگی میں ہی آ چکے ہیں۔ اور ابھی کونسے رُک گئے ہیں۔ جس دن اشتہار آیا۔ اور میری توجہ ادھر ہوئی۔ کہ کیسے حق پوش لوگ ہیں۔ ایسے کھلے اور بیّن نشانات کو بھی نہیں مانتے۔ اور کہتے ہیں زلزلہ آنا چاہیئے تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے ۔ ۱۸ مئی کی رات کو ایک زور کا زلزلہ بھیج دیا کہ اگر تم یہی چاہتے ہو۔ تو اسی کو دیکھ لو۔ دہرم سالہ سے خط آیا ہے کہ بڑے زور کا زلزلہ تھا نقصان جان بھی ہوا ہے۔ عمارات کو بھی نقصان پہونچا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۹۰۵ء سے زیادہ تھا۔ ابھی اس کی تفصیلات نہیں شائع ہوئیں۔ وہ نادان ابھی سے کیوں گھبراتا ہے۔ زلزلہ خدا کے پاس بہت ہیں۔ جس طرح خدا کے پاس فضل اور احسان بہت ہیں۔ اسی طرح اسکے پاس شریروں کے سزا دینے کے لئے زلزلہ بھی ہیں۔ ابھی تو اور بڑے بڑے عظیم الشان زلزلہ آئینگے۔ خدا جب بہت بڑا رحیم ہے ویسا ہی عذاب دینے میں بھی بہت سخت ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں کو حق کے سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین ؂

## ایڈیٹر کی ایک ضروری گذارش

مَیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ احباب کرام اول تو احمدیہ جلسوں اور مباحثوں کی رپورٹیں ارسال کرنے میں بہت سستی اور لاپروائی سے کام لیتے ہیں اور جو بھیجتے ہیں وہ اتنی دیر کے بعد بھیجتے ہیں۔ کہ ان کو درج اخبار کیا جانا کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ پھر ہفتہ میں دو بار شائع ہونیوالے اخبار کا اسقدر عرصہ کے بعد کسی جلسہ کی روئداد کا شائع کرنا بجائے خود شرم کی بات ہے۔ نیز اخبار کے شائقین خالی نہیں پڑھ سکتے کہ ادھر سے آئی اور جھٹ درج ... حال میں ڈیرہ غازیخان کے جلسہ کی رپورٹ جبکہ کئی مہینہ اور کاٹھ گڑھ کے مباحثہ کی روئداد جس پر قریباً ایک ماہ گذر

۳ پہنچی ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہو چکا

# سفرِ انگلستان

(۱۵ - اپریل ۱۹۱۷ء)

## پیرس

میں آج پیرس میں ہوں - بارش ہو رہی ہے - سردی خوب ہے - ۹۸۴ فیرن ہیٹ تھرما میٹر ہے - شہر کیا ہے شاہی محلات کا ایک مجموعہ ہے - جو تصویروں میں دیکھا جاتا تھا - وہ آج موقعہ پر نظر آ رہا ہے - سب لوگ فرانسیسی بولتے ہیں - انگریزی کوئی شاذ و نادر جانتا ہے - تاہم چند لوگوں کو تبلیغ کا موقعہ مل گیا - ایک ڈاکٹر فرانسیسی میرے ساتھ ریل میں تھے - انگریزی بول سکتے تھے تبلیغ کی گئی بہت مسرور ہوئے - ریل میں دو وقت کا کھانا باصرار تمام اپنے خرچ سے مجھے کھلایا - میں ایک ہوٹل میں چائے پینے گیا - میں نے انگریزی میں چائے مانگی - کوئی سمجھا ہی نہیں - سب حیران کھڑے ہیں - اچانک ایک بوڑھا فرانسیسی داخل ہوا - اور اردو میں کہنے لگا - آپ کیا مانگتا - خوب - خدا نے کیا وقت پر اُسے بھیجدیا - ایسا ہی ہر جگہ کوئی نہ کوئی آدمی ملجاتا رہا ہے - پنجابی لوگ ضلع جہلم کے مارسلیز میں ملے - ایک شخص ضلع گوجرانوالہ کا ریل میں دیکھا گیا - یہ سب فوجی لوگ ہیں - میرے سبز عمامہ کو تعجب سے دیکھا جاتا ہے - بعض جگہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں - وہ اپنی زبان میں معلوم نہیں کیا کہتے ہیں - میں انگریزی اور اردو میں کہدیتا ہوں - کہ میں مسیح موعودؑ کا غلام ہوں ہندوستان سے آیا ہوں - مسیح آ گئے - تازہ خبر پہلا لائے - اور نشانات سے ثابت کیا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے - مسیح ناصری کی قبر ہمارے ملک میں ہے - مان لو - برکت پاؤ گے - یہ منشائے الٰہی ہے - سُن کر خوش ہوتے ہیں اور چلے جاتے ہیں - انکے واسطے اُردو انگریزی سب برابر ہے - جس ہوٹل میں میرا قیام ہے - یہ ایک شاندار محل ہے - لِفٹ لگے ہوئے ہیں - اشارہ کرو - اور جھولے میں بیٹھ جاؤ - جس منزل پر چاہو جھٹ پہنچا دیتے ہیں - میرا کمرہ چوتھی منزل پر ہے ۲۴ گھنٹے کا کرایہ سات فلارن ہے - فلارن قریب ۱۰ آنے ہوتا ہے - کھانا اِس کے علاوہ ہے - مگر میں یہاں کھانا نہیں کھاتا - کسی قہوہ خانہ میں جا کر ڈبل روٹی وغیرہ کھا لیتا ہوں - وہ ارزاں رہتا ہے - گاڑیوں کا کرایہ بہت ہے - ٹریم اور ریل بھی ہر جگہ جاتی ہے مگر اُسکے واسطے راستوں کی واقفیت چاہیئے کہ کہاں کا ٹکٹ لینا ہے - اور کہاں اترنا ہے - اشیاء سب نہایت گراں ہیں - یورپ امریکہ کی بنی ہوئی اشیاء جو اِدھر سے ہندوستان میں جا کر نورالدین شیر محمدؐ کی دوکان قادیان پر چار آنہ سے مل سکتی ہے - اسکی قیمت یہاں ایک روپیہ ہے - تعجب - مجھے چنداں کسی چیز کے خرید کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی - بلکہ جو اشیاء ہندوستان سے ساتھ رکھلی تھیں اُنہیں سے بھی بعض کی ضرورت نہیں پڑی - اتنا تجربہ ہوا ہے - کہ سفر میں احتیاطاً روپے پاس زائد ہونے چاہیئے - بعض ایسے اخراجات آ پڑتے ہیں جنکی پہلے خبر بھی نہیں ہوتی - پاسپورٹ کی فیس تین دفعہ پہلے دیگئی تھی - پھر مارسلیز میں فیس لگی ابھی آگے دیکھا چاہیئے - آج ہوٹل میں ایک بوڑھی پادری صاحب سے اشاروں میں باتیں ہوئیں - میں نے مسیح کا لفظ ایک کاغذ پر لکھا - پھر ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ ہند میں آ گیا کہنے لگے پان پان - اسکے معنے میں سمجھ گیا سمجھ گیا - پھر اپنا ایڈریس مجھے دیا - اور میرا مجھ سے لیا - بہت خوش سلام کرتے ہوئے گئے معلوم نہیں کیا مطلب سمجھا - مزید حالات انشاء اللہ تعالیٰ لنڈن پہنچکر لکھوں گا ۔

(عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ)

# محاکمہ

اس نام سے ایک اشتہار محمد عبد اللہ صاحب حنفی میرٹھ نے شہر سے شائع کیا ہے جسے ہم خفیف سی کمی کے بعد ذیل میں اسکو درج کرتے ہیں - کہ ہر جگہ کے حق پسند اور صداقت جو غیر احمدی اپنے مولویوں سے یہ سوال کریں تاکہ انہیں حق و باطل میں تمیز کرنے میں آسانی ہو - اور ان پر ثابت ہو جائے کہ انکے علماء کے پاس حیات مسیحؑ کا کوئی ثبوت نہیں ہے (اڈیٹر)

ناظرین - مجھے نہایت افسوس کے ساتھ علمائے حنفیہ و علمائے اہلحدیث کی خدمت بابرکت میں گذارش کرنی ہے کہ میں بھی اس بات کا اطمینان کروں کہ آیا وفات و حیات مسیح علیہ السلام کی حقیقت کیا ہے - علمائے ممدوح نیک نیتی سے اصل معاملہ کو بموجب قرآن و حدیث اظہار فرماویں - اشتہار بازی کا سلسلہ حضرات علمائے اہلحدیث و احمدی صاحبان وغیرہ کی جانب سے بڑی زور شور سے جاری ہے - احمدی صاحبان مدعی ہیں کہ وفات مسیح علیہ السلام کے خلاف اگر کوئی ثبوت بدیہی دیدے تو ہم اسکو انعام دینگے - اہلحدیث صاحبان وغیرہ مدعی ہیں کہ روپیہ نقد جمع کرو ہم ثبوت دینگے - غرضکہ فریقین اپنی اپنی کہہ رہی ہیں مگر کوئی خدا کا بندہ ایسا نہیں ہے کہ جو اصل معاملہ کا اظہار کرے ۔

اگر علمائے حنفی و اہلحدیث صاحبان کے نزدیک احمدی صاحبان وعدہ خلاف اور کافر و دغاباز و مکار و گمراہ ہیں تو مجھے یہ کہنے کی ضرور جرأت ہوتی ہے کہ دیگر علمائے کرام گمراہ گر اور اُستاد مکار و دغاباز وغیرہم ہیں - اگر واقعی دیگر علماء گمراہ گر یا سردار دغابازوں کے نہیں ہیں تو پھر کونسی وجہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کو احمدیوں کا شکار اصل معاملہ کو چھپا کر بنا رہی ہیں - اگر یہ بات نہیں ہے تو مجھے یہ کہنے کی بھی جرأت ہوتی ہے کہ علمائے حنفیہ و اہلحدیث فوراً اصل معاملہ کا اظہار پبلک کے سامنے اس بیان سے کر دیں کہ :-

بھائی مسلمانو ! احمدی صاحبان جھوٹے اور دغاباز و مکار و وعدہ خلاف اور کافر ہیں مگر ہم بمصداق اسکے کہ "دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید" اعلان کرتے ہیں کہ ہرگز وفات مسیح علیہ السلام نہیں ہوئی اور وہ آسمان پر بجسد عنصری زندہ موجود ہیں اور واپس بھی آوینگے اور اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے یہ ہے - اگر کسی وجہ سے آپکو اعلان عام کر نہیں مل ہو تو کم از کم اس عاجز کو بذریعہ نوٹس عرصہ پندرہ یوم میں مطلع فرماویں - ورنہ مجھ کو مجبوراً یہی نتیجہ نکالنا ہوگا کہ آپ لوگوں کے پاس سوائے زبانی جمع خرچ کے اور کچھ نہیں ہے - ہاں یہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ صاحبان خلاف احکام شریعت احمدی صاحبان سے جو چاہیں شرائط کریں اور تیس ہزار نہیں ساٹھ ہزار روپیہ لیکر انکو حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت دکھائیں مگر ہمدردی اسلام اسی میں ہے کہ آپ اپنے بھائی مسلمانوں کو گمراہی کی راہ سے بچائیں - ورنہ آپ لوگوں پر ضرور بالضرور علمائے ایمان فروش کا جملہ عائد ہو جاویگا اور عام طور سے آپکے مسلمان بھائی آپکے خیالات کے خلاف ہو جاوینگے اور خدا جانتے کہ آپ سے حشر کے دن کیا بارگاہ الٰہی میں بازپرس عدم اظہار اصل واقعہ پر ہووے اور آپ لوگوں کو اسکی کیا کیا پاداش بھگتنی پڑے - زیادہ والسلام